قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعرات 22 جولائی 2021ء | 11 ذوالحج 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:172

فرمانِ رسول ﷺ

نئے دور میں داخل ہونے کی دعا

آنحضور ﷺ نے نئے دور میں داخل ہونے کی یہ دعا فرمائی ہے:

اے اللہ! ہمارے لئے اس دور میں برکت رکھ دے۔ ہمیں اس دور میں برکت بخش۔ ہمارے لئے اس دور میں برکت کے سامان مہیا کر دے۔ اے اللہ! ہمیں اس (دور) کے پھلوں سے رزق دے اور اس کے باشندوں کے دلوں میں ہماری محبت ڈال اور اس دور کے نیک بندوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر دے۔

(مستدرک حاکم کتاب المناسك و معجم الاوسط طبرانی جلد5 صفحہ 379 مطبوعہ بیروت)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

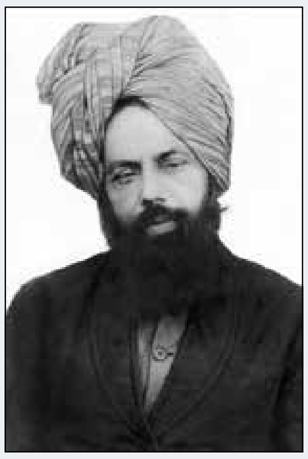

خدا کی بادشاہت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’سنو اور سمجھو کہ بڑی معرفت یہی ہے کہ زمین کا ذرہ ذرہ بھی ایسا ہی خدا کے قبضہ اقتدار میں ہے جیسا کہ آسمان کا ذرہ ذرہ خدا کی بادشاہت میں ہے اور جیسا کہ آسمان پر ایک عظیم الشان تجلّی ہے زمین پر بھی ایک عظیم الشان تجلّی ہے بلکہ آسمان کی تجلّی تو ایک ایمانی امر ہے عام انسان نہ آسمان پر گئے نہ اُس کا مشاہدہ کیا مگر زمین پر جو خدا کی بادشاہت کی تجلّی ہے وہ تو صریح ہر ایک شخص کو آنکھوں سے نظر آرہی ہے۔ ہر ایک انسان خواہ کیسا ہی دولتمند ہو اپنی خواہش کے مخالف موت کا پیالہ پیتا ہے پس دیکھو اس شاہِ حقیقی کے حکم کی کیسی زمین پر تجلّی ہے کہ جب حکم آجاتا ہے تو کوئی اپنی موت کو ایک سیکنڈ بھی روک نہیں سکتا۔ ہر ایک خبیث اور ناقابل علاج مرض جب دامن گیر ہوتی ہے تو کوئی طبیب ڈاکٹر اس کو دور نہیں کرسکتا۔ پس غور کرو یہ کیسی خدا کی بادشاہت کی زمین پر تجلّی ہے جو اُس کے حکم ردّ نہیں ہو سکتے۔ پھر کیونکر کہا جائے کہ زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں بلکہ آئندہ کسی زمانہ میں آئے گی دیکھو اسی زمانہ میں خدا کے آسمانی حکم نے طاعون کے ساتھ زمین کو ہلا دیا تا اس کے مسیح موعود کے لئے ایک نشان ہو پس کون ہے جو اس کی مرضی کے سوا اس کو دور کر سکے پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ابھی زمین پر خدا کی بادشاہت نہیں۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 40)

ارشاد باری تعالیٰ

وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ﴿۸۱﴾

(بنی اسرائیل: 81)

ترجمہ: اور تُو کہہ اے میرے ربّ! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو اور مجھے اس طرح نکال کہ میرا نکلنا سچائی کے ساتھ ہو اور اپنی جناب سے میرے لئے طاقتور مددگار عطا کر۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’مردوں اور عورتوں دونوں کو اپنی حالتوں میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ مردوں کو جب بھی کبھی موقع ملے یا میں نے پوچھا کہ تم دنیا میں اتنے پڑے ہوئے ہو اور دین کو بھول رہے ہو، بعض عورتیں شکایت بھی کرتی ہیں تو بعض مردوں کے یہ جواب ہوتے ہیں کہ ہماری بیوی کے مطالبات بہت زیادہ ہیں اور اس وجہ سے گھر میں ہر وقت جھگڑا بھی رہتا ہے۔ تُو تُو میں میں ہوتی رہتی ہے۔ بچوں پر بھی اس کا بُرا اثر پڑ رہا ہے اس لیے ہمیں زیادہ کام کرنا پڑتا ہے اور اس کام کی وجہ سے، مصروفیت کی وجہ سے ہم عبادت کی طرف، اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دے سکتے۔ اوّل تو یہ عذر ہی لغو اور فضول ہے کہ وہ خدا تعالیٰ جو رزق دینے والا ہے اس کا یہ وعدہ ہے کہ جو میری طرف آئے گا میں اس کو رزق بھی دوں گا۔ کل بھی میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پڑھے تھے۔ اس کو اس لیے بھول جائیں اور اس کا حق ادا نہ کریں کہ ہماری بیوی کی ڈیمانڈ بہت زیادہ ہے گویا کہ خدا تعالیٰ کے مقابلے پر بیوی کو لا رہے ہیں۔ ایسے مردوں اور عورتوں کو خدا تعالیٰ کا خوف کرنا چاہیے کہ یہ سوچ شرک کے برابر ہے۔ اور اگر ایسا شرک کرنا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈریں۔ اور اگر مردوں کا الزام

بقیہ صفحہ 4 پر

اس شمارہ میں

- بڑا آج فضل خدا ہو رہا ہے (منظوم)
- اولاد نرینہ کے لیے مقبول دعا
- سورتوں کا تعارف
- حلال وطیب اشیاء کے بارے میں قرآنی آیات کا مجموعہ

دربارِ خلافت

خدا تعالیٰ سے مانگنے کے واسطے ادب کا ہونا ضروری ہے

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس آج ہر احمدی کو خاص طور پر اضطراری حالت میں یہ دعائیں کرنی چاہئیں اور پھر پاکستان کے احمدیوں کو تو پاکستان کے حالات کے حوالے سے خاص طور پر بہت زیادہ کرنی چاہئیں۔ احمدیوں پر ظلم کی انتہا سے نجات کے لئے بہت زیادہ اور اضطراب سے دعاؤں کی ضرورت ہے اور جیسا کہ مَیں نے کہا پاکستان کے رہنے والے بعض احمدی تو، تمام نہیں، اس اضطراب کا اظہار بعض جگہ کر بھی رہے ہیں۔ اس کا مزید اظہار ہونا چاہئے۔مزید اس کا اظہار کریں اور ہر احمدی خالص ہو کر ظالموں اور ظلموں سے نجات کے لئے دعا کرے۔ یہی ہمارے ہتھیار ہیں اور اسی کی طرف بار بار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں توجہ دلائی ہے۔ مجھے یاد ہے خلافتِ رابعہ میں جب مَیں ربوہ میں تھا تو خلیفۂ رابعؒ نے مجھے ناظرِ اعلیٰ مقرر کر دیا تھا۔ پاکستان کے حالات کے متعلق اُس وقت دعا کی، حالانکہ اُس وقت حالات آجکل کے حالات کے عُشر عشیر بھی نہیں تھے، کوئی نسبت بھی نہیں تھی تو خواب میں مجھے یہ آواز آئی کہ اگر سو فیصد پاکستانی احمدی خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جُھک جائیں تو ان حالات کا خاتمہ چند راتوں کی دعاؤں سے ہو سکتا ہے۔

مَیں پہلے دن سے ہی جماعت کو اپنی حالتوں کی درستی کی طرف اور دعاؤں کی طرف توجہ دلا رہا ہوں کہ بہت توجہ کریں۔ پاکستان میں جماعت کو دعاؤں کی طرف بہت توجہ کی ضرورت ہے۔ لاشعوری طور پر میرا ہر مضمون اسی طرف پھر جاتا ہے۔ پس یہ تو یقینی بات ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ جو خدا تعالیٰ کا غلبے کا وعدہ ہے وہ تو پورا ہونا ہی ہے اور نہ صرف پورا ہونا ہے بلکہ ہو رہا ہے۔ اس وعدہ کے پورا ہونے کا نظارہ ہم پاکستان میں بھی دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے باوجود نامساعد حالات کے وہاں جماعت ترقی کی طرف قدم بڑھا رہی ہے۔ دشمن کا ہر حربہ اور ہر حملہ جس شدت اور جس نیت سے کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے دشمن کو وہ نتائج حاصل نہیں کرنے دیتا۔ دشمن کے بڑے خطرناک عزائم ہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ محض اور محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت کی حفاظت فرماتا چلا جا رہا ہے لیکن یہ ابتلا ہمیں اس طرف شدت سے راغب کرنے والے ہونے چاہئیں کہ ہم پہلے سے بڑھ کر خالص ہو کر اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ ہمارا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، مرد اور عورت اپنے نفسانی جذبات و خواہشات کو پرے پھینک کر اللہ تعالیٰ کے حکموں کے آگے مکمل طور پر گردن جھکا کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی مکمل کوشش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جائے تو پھر یہ ظالم اور ظلم ہماری آنکھوں کے آگے انشاء اللہ تعالیٰ فنا ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے تو انشاء اللہ تعالیٰ غالب آنا ہے لیکن اس تقدیر کے غالب آنے میں جلدی یا دیر بعض دفعہ بندوں کے اعمال اور دعاؤں پر بھی منحصر ہوتی ہے۔بعض دفعہ ایک نسل کو بھی انتظار کرنا پڑتا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ یہ اشارہ کرے کہ مَیں نے تو اس کام کو کرنا ہی ہے لیکن اگر تمہیں جلدی ہے تو پھر اپنے اندر اس فیصلہ کے، جو مَیں نے مقدر کیا ہوا ہے، جلد پورا کرنے کے لئے ایک انقلاب پیدا کرو، اپنی طبیعتوں میں ایک انقلاب پیدا کرو تو ہمیں خدا تعالیٰ کے پیغام کو سمجھنا چاہئے۔

پس آئیں اور آج اپنی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ کے عرش کے پائے ہلانے کی کوشش کریں۔ ہم میں سے ہر ایک خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے جھک جائے تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جو یقیناً ہمارے لئے جوش میں ہے پہلے سے بڑھ کر جوش میں آئے اور ہمیں ان ظالموں سے نجات دلوائے۔ اگر سو فیصد میں انقلاب پیدا نہیں ہوتا تو ہمارے میں سے اکثریت میں اگر یہ انقلاب پیدا ہو جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم پہلے سے بڑھ کر فتوحات کے نظارے دیکھیں گے۔

اللہ کرے کہ ہم دعا کی روح کو سمجھنے والے اور اس کے آداب کو بھی مدّ نظر رکھنے والے ہوں تا کہ خدا تعالیٰ کے فضل

بقیہ صفحہ 6 پر

بڑا آج فضلِ خدا ہو رہا ہے

بڑا آج فضلِ خدا ہو رہا ہے
کہ حاصل مرا مدعا ہو رہا ہے

اِدھر احمدی ہیں اُدھر احمدی ہیں
اُولوالعزم جلوہ نما ہو رہا ہے

ستاروں میں جس طرح ہو ماہ روشن
یہ رنگ آج صلِّ علیٰ ہو رہا ہے

یہ انبوہِ خلقت یہ جوشِ عقیدت
نہایت ہی راحت فزا ہو رہا ہے

مزے سے مزے لوٹتی ہیں نگاہیں
کہ منظر بہت خوشنما ہو رہا ہے

اُٹھیں کیوں نہ رہ رہ کے دل میں امنگیں
تماشائے شانِ خدا ہو رہا ہے

ہے ایک ایک محمود احمد کا شیدا
جسے دیکھتا ہوں فدا ہو رہا ہے

پھرے ہیں نہ عہدِ وفا سے پھریں گے
یہی تذکرہ جابجا ہو رہا ہے

سوا اس کے ہے اور کچھ جس کے دل میں
وہ پابندِ حرص و ہوا ہو رہا ہے

کوئی جا کہ کہہ دے یہ اس خود نما سے
جو اپنی ادا پہ فدا ہو رہا ہے

کہیں منہ کی پھونکوں سے بجھتا ہے سورج
ارے میرے دانا یہ کیا ہو رہا ہے

کدھر آج تیر ستم چل رہے ہیں
کدھر وارِ تیغِ جفا ہو رہا ہے

جو ہونا تھا بالقصد اس کو بھُلایا
جو بھولے سے ہونا نہ تھا ہو رہا ہے

جو جائز نہ تھا ہو گیا آج جائز
جو تھا ناروا وہ روا ہو رہا ہے

وہ محمود احمد جو ہے ابنِ مہدی
اُسی پر ستم برملا ہو رہا ہے

وہ کس کو سنائیں وہ کیونکر دکھائیں
جو حالِ دلِ مبتلا ہو رہا ہے

نتیجہ یہ غیروں سے ملنے کا نکلا
کہ بھائی سے بھائی جدا ہو رہا ہے

بلاتے ہیں کس واسطے اب وہ ہم کو
مگر اُن کو کچھ وہم سا ہو رہا ہے

ہوئی ہے نہ ہو گی امید اُن کی پوری
کہ اب ان کا راز آئینہ ہو رہا ہے

بس اب امن اسی میں ہے مختارؔ احمد
اسے چھوڑ دو جو جدا ہو رہا ہے

حضرت حافظ سید مختار احمد مختارؔ شاہجہانپوریؓ

(حیات حضرت مختارؓ صفحہ 257-258)

اداریہ

اولاد نرینہ کے لیے مقبول دعا

’’حضرت خلیفہ نورالدین جمونی صاحب (محقق قبرمسیح) کے ہاں اولاد نرینہ نہ ہوتی تھی۔ان کی روایت ہے کہ 1893ء میں وہ اپنی دوسری اہلیہ کے ہمراہ قادیان آئے۔ان کے بطن سے بہت اولاد ہوئی جو مرجاتی رہی۔خلیفہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ سے اولاد کے بارہ میں دعا کروائی۔آپ کی اہلیہ نے بھی حضورؑ سے اس کے لئے تعویذمرحمت فرمانے کی درخواست کی۔

حضورؑ نے اپنے ہاتھ سے ایک دعالکھ کر دی۔ جو معجزانہ رنگ میں مقبول ٹھہری اور دسمبر 1893ء میں خلیفہ صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوگیا۔جس کا نام عبدالرحیم رکھا گیا۔چھ سال کی عمر میں یہ بچہ حضورکی خدمت میں قادیان بغرض زیارت آیا اور اس کی اداسی کے باعث واپسی وطن کے لئے اجازت چاہی تو حضورؑ نے اسے مخاطب کرکے فرمایا۔واہ! تیرے پیدا ہونے کے لئے ہم رو رو دعائیں کرتے رہے۔اب تو یہاں رہنے سے تنگ ہے ابھی ہم نے تیری دعوت کرنی ہے۔پھر دوسرے دن حضورؑ نے باغ میں احباب کو اکٹھا کرکے شہتوت بدانہ منگواکر فرمایا۔لو میاں! تمہاری دعوت ہوگئی۔بیرسٹرعبدالعزیز خلیفہ نائب امیر کینیڈا انہیں کے خلف الرشید ہیں۔

یہ میاں عبدالرحیم صاحب ریاست جموں کشمیر میں ترقی کرتے کرتے سیکرٹری کے عہدہ تک پہنچے۔

(بحوالہ الحکم 7تا14نومبر 1939ء ص 5,6 از عبدالواحد ایڈیٹر اصلاح بحوالہ سیرت احمدؑ از مولوی قدرت اللہ سنوری ص 179، 80 بحوالہ سفرنامہ پیر سراج الحق نعمانی مطبوعہ جون 1915ء ص 259)

وہ دعا جو انہیں لکھ کر دی گئی اور اب تک غیرمطبوعہ تھی ۔ خاکسار 3جون 2005ءمیں سفر کوئٹہ میں خلیفہ جمیل احمد صاحب وخلیفہ طاہراحمد صاحب سے ملی ۔جو یہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ مَّجۡمَعِ الرَّحۡمَۃِ وَ بَارِکۡ عَلٰی اَحۡمَدَ شَفِیۡعِ الۡمُذۡنِبِیۡنَ وَالۡمُذۡنِبَاتِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ وَلَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَھُوَاَرۡحَمُ الرَّاحِمِیۡنَ وَالۡحَمۡدُلِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ ۔ اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مَالِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۔ اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ۔اٰمِیۡن

وَ الَّذِیۡنَ سُعِدُوۡا فَفِی الۡجَنَّۃِ خٰلِدِیۡنَ فِیۡھَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَ الۡاَرۡضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّکَ ؕ عَطَآءً غَیۡرَ مَجۡذُوۡذٍ ۔ رَبِّ ارۡحَمۡ عَلٰی نُوۡرِ دِیۡنٍ وَّامۡرَأَتِہٖ وَنَجِّھِمَا مِنۡ ھُمُوۡمِھِمَا وَاعۡطِ لَھُمَا وَلَدًا صَالِحًا وَّاجۡعَلۡ لَّھُمَا بَرَکَۃً وَّشِفَآءً بِکِتَابِیۡ ھٰذَا بِنَبِیِّکَ وَکِتَابِکَ وَرَحۡمَتِکَ الَّتِیۡ لَا تُغَادِرُ صَغِیۡرَۃً وَّلَا کَبِیۡرَۃً۔رَبِّ فَتَقَبَّلۡ دَعۡوَتِیۡ وَلَاتَذَرۡھَا فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوَارِثِیۡنَ۔اٰمِیۡن ثُمَّ اٰمِیۡن

ترجمہ: اے اللہ! رحمتیں بھیج محمد ﷺ پر جو رحمت کے جمع ہونے کی جگہ ہے اور برکتیں بھیج احمدؐ پر جو گناہگارمردوں اورعورتوں کے شفاعت کرنے والے ہیں۔اورآپؐ کی آل اور سب اصحابؓ پر بھی ۔اور کوئی طاقت اور قوت کسی کو حاصل نہیں سوائے اللہ کے اور وہ سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والاہے۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے جو مہربان باربار رحم کرنے والاہے۔جزاسزاکے دن کامالک ہے۔تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی ہم مدد مانگتے ہیں۔ہمیں سیدھی راہ پر چلا۔ان لوگوں کی راہ پرجن پر تونے انعام کیا۔نہ ان لوگوں کی راہ پرجن پرغضب کیا گیا نہ گمراہوں کا (راستہ)۔آمین (قبول فرما)

اور یہ لوگ خوش بخت ہیں جنت میں ہوں گے اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔جب تک آسمان اورزمین ہیں سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔یہ انعام نہ ختم ہونے والاہے۔میرے رب! رحم کرنوردین اوراس کی بیوی پر اور ان دونوں کو ان کے غموں سے نجات دے اور ان کو نرینہ نیک اولاد عطا فرمااورمیری اس تحریر کو ان کے لئے برکت اور شفا بنادے۔اپنے نبیؐ کے وسیلہ سے اور اپنی کتاب (قرآن) کے طفیل اور اپنی رحمت کے صدقے جوکسی چھوٹے اور بڑے گناہ کونہیں چھوڑتی۔(مگر ڈھانپ لیتی ہے)۔

میرے رب! میری دعا قبول کر اور ان کو تنہانہ چھوڑ کہ تو تمام وارثوں سے بہترین وارث ہے۔(آمین ثم آمین) اے اللہ! اقبول فرما پھر قبول فرما۔‘‘

(خَزِیۡنَۃُ الدُّعَاء صفحہ 56 تا 58 اَدۡعِیَۃُ الۡمَہۡدِی از حافظ مظفر صاحب، ایڈیشن 2014ء)

نوٹ۔نور دین کی جگہ دعاکرنے والا اپنا نام لے کر دعاکرے۔

اللہ تعالیٰ یہ دعاہراس احمدی کےحق قبول فرمائے جو اولادنرینہ کے حصول کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور جھکے اور دعاکرے۔ آمین

(ابو سعید)

آج کی دعا

اَللّٰہُ اَکۡبَرُ

ترجمہ:

اللہ سب سے بڑا ہے۔(کثرت کے ساتھ ورد کریں)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ، لَہُ الۡمُلۡکُ وَلَہُ الۡحَمۡدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ

(صحیح مسلم کِتَابُ الۡحَجِّ بَابُ حَجَّۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ حدیث: 2950)

ترجمہ:

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں،وہ اکیلا ہے،ساری بادشاہت اسی کی ہے اورساری تعریف اسی کے لئے ہے۔اور وہ ہراس چیز پر جسے وہ چاہے پوری طرح قادر ہے۔

رَبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ الۡاَعَزُّ الۡاَکۡرَمُ

ترجمہ:

اے میرے رب! میری مغفرت فرمااور رحم کر۔اورتو بڑا غالب اور بزرگ ہے۔

یہ سید ومولیٰ،مقدس الانبیاء،پیارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صفااورمروہ پر پڑھنے کی دعائیں ہیں

حضرت عمرفاروقؓ نے حج کرتے ہوئے کوہ صفاپر یہ دعا کی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ قُلۡتَ (اُدۡعُوۡنِیۡٓ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ) اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ وَاِنِّیۡٓ اَسۡئَلُکَ کَمَا ھَدَیۡتَنِیۡ لِلۡاِسۡلَامِ اَنۡ لَّا تَنۡزِعَہٗ مِنِّیۡ حَتّٰی تَتَوَفَّنِیۡ وَاَنَا مُسۡلِمٌ۔

(مؤطا کتاب الحج)

ترجمہ:

اے اللہ! تو نے خود یہ فرمایا ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعاسنوں گااور تو تو وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔پس میں تجھ سے (اس وعدے کا واسطہ دے کر) دعا کرتا ہوں کہ یہ جو اسلام کی طرف مجھے ہدایت فرمائی ہے اس نعمت کو مجھ سے واپس نہ لے لینا۔یہاں تک کہ مجھے موت بھی اس حال میں دینا کہ میں مسلمان ہوں۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

مترجم: ابو سلطان

سورتوں کا تعارف

سورۃ الزلزال (99 ویں سورۃ

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 9 آیات ہیں)

ترجمہ از انگریزی ترجمہ قرآن(حضرت ملک غلام فرید صاحب ایڈیشن 2003ء

وقت نزول اور سیاق و سباق

اس سورۃ کے وقت نزول اور مقام نزول کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ چند علماء جن میں مجاہد، عطااور حضرت ابنِ عباسؓ بھی شامل ہیں کا خیال ہے کہ یہ سورۃ مکہ میں نازل ہوئی جبکہ بعض دوسروں کا خیال ہے کہ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی۔ مؤخر الذکر رائے کی کوئی مستند تاریخی حیثیت نہیں ہے۔ سابقہ سورۃ (البیّنۃ) میں جہاں ایک عظیم اخلاقی انقلاب کا ذکر ہے جو آپ ﷺ کے ذریعہ برپا ہونا تھا وہاں موجودہ سورۃ میں یہ بتایا گیا ہے کہ ایسا ہی انقلاب ایک بعد کے وقت میں برپا ہوگا جو آپ ﷺ کے نائب یعنی مسیح موعود اور امام مہدی کا دور ہوگا، جب جملہ انسانی تفکرات اپنی بنیادوں سے ہلا دئے جائیں گے اور سائنس کے شعبہ میں نئی دریافتیں اور ایجادات اور طرح طرح کے علم راہ پا جائیں گے اور چیزوں کی نوعیت یکسر بدل جائے گی اور لوگوں کی ترجیحات اور خیالات نئی واقفیت حاصل کرلیں گے۔

سورۃ العٰدیٰت (100 ویں سورۃ

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 12 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

حضرت جابرؓ، حضرت عکرمہؓ اور حضرت ابن مسعودؓ جو اکابر صحابہ میں سے ہیں قرآنی تاریخ پر خوب دسترس رکھتے ہیں، کی یہ رائے ہے کہ یہ سورۃ نہایت ابتدائی مکی دور کی ہے۔ اس کا وقت نزول اپنی سابقہ سورۃ (الزلزال) کے معاً بعد ہے۔ سابقہ چند سورتوں میں آنحضرت ﷺ اور بعد (مسیح موعود) کے زمانے کے حالات کا اکٹھا ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح سورۃ الزلزال میں ان غیرمعمولی ترقیات کا ذکر کیا گیا ہے جو سائنس اور علم کے میدان میں ہونی تھیں، خاص طور پر علمِ ارضیات میں اور ان حالات کا بھی ذکر ہے جو سیاسی اور معاشی طور پر بعد کے زمانے میں ابھرنے تھے۔ موجودہ سورۃ میں آپ ﷺ کے صحابہ کے جوش و خروش اور ولولہ کا ذکر ہے اور ان غیر معمولی (جانی اور مالی) قربانیوں کا ذکر ہے جو انہوں نے خدا کی راہ میں کرنے سے کبھی دریغ نہیں کیا۔ چند صوفیاء نے اس سورۃ کے مضامین کو رزمِ (جنگ) حق وباطل پر محمول کیا ہے جو انہیں بدی اور برائی کے خلاف مستقل لڑنی پڑتی ہے اور جس جنگ میں کامیابی کی صورت میں وہ الٰہی روشنی سے منور ہوتے ہیں اور راہِ ہدایت پاتے ہیں۔

تعارف سورۃ القارعۃ (101 ویں سورۃ

(مکی سورۃ، تسمیہ سمیت اس سورۃ کی 12 آیات ہیں)

وقت نزول اور سیاق و سباق

یہ سورۃ ابتدائی مکی دور کی ہے۔ جملہ مفسرین قرآن کی یہی رائے ہے۔ نوڈلکے اور میورکی بھی یہی رائے ہے۔ سورۃ الزلزال کی طرح یہ سورۃ بھی ابتداء میں ایک زبردست لرزہ کی واضح منظر کشی کرتی ہے اور ایسی تباہ کن ہلچل کی جو بعد میں آنے والے دنوں میں زمین کو اس کی بنیادوں سے ہلا دے گی۔ سابقہ سورۃ (العٰدیٰت) میں آپ ﷺ کے صحابہ کی جنگوں کا ذکر کیا گیا ہے جو انہوں نے ظلمات کے مقابل پر کیں۔ اس سورۃ میں لرزہ سے مراد قیامت کا دن بھی ہوسکتا ہے۔ جس سے بڑی مصیبت کفار کے لئے کوئی نہیں۔

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

غلط ہے اور مجھے امید ہے کہ ایسے جواب دینے والوں کی بیویوں کی اکثریت کی یہ سوچ نہیں ہے جس طرح مرد جواب دیتے ہیں کہ وہ خدا کو بھول کر اپنی بیویوں کا خیال رکھیں اور جن عورتوں کے بارے میں واقعی یہ بات صحیح ہے تو پھر وہ یاد رکھیں کہ ایک احمدی عورت کا یہ مقام نہیں ہے۔ احمدی عورت کو تو خدا تعالیٰ کا خوف کرتے ہوئے اس داغ کو اپنے سے دھونا چاہیے۔ عورت اگر چاہے تو اس صحیح یا غلط الزام کی اصلاح کرسکتی ہے۔ عورت اپنے خاوند کو کہے کہ تم دین کو چھوڑ کر جو دنیا مجھے کما کر دینا چاہتے ہو مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ واضح کرے کہ یہ دنیا دار کا کام ہے کہ ایسی باتیں ہوں کہ فلاں رشتے دار کا گھر ایسا ہے تم بھی ایسا گھر بناؤ یا ہمارے پاس اعلیٰ قسم کی کار ہونی چاہیے یا مجھے بڑی شرمندگی ہوئی جب میں نے دیکھا کہ فلاں سہیلی شادی پر بہت اعلیٰ زیور پہن کر آئی ہوئی تھی اور میرے پاس معمولی زیور تھا یا فلاں عورت کا خاوند بھی تمہارے جیسا ہی ہے اور وہی کام کرتا ہے لیکن اس کی بیوی تو ڈیزائنر کے کپڑے پہنتی ہے۔ یہ لوگ جو یہ سب کچھ کرنے والے ہیں ان کے اندر خدا کا خوف نہیں ہوتا، ان کو غریب کا درد عموماً نہیں ہوتا اور ایک احمدی عورت یہ واضح کرے کہ میں ایسی خودغرض نہیں ہوں، واضح کرے کہ میری توجہ تو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے کی طرف ہے اور تم اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرکے پھر جو تمہارے فرائض اور حقوق ہیں وہ ادا کرو۔ پس ہر عورت کو یہ واضح کرنا چاہیے کہ ہمیں خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر یہ سب کچھ نہیں چاہیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم مجھے بھول گئے، میرے احکامات کو بھول گئے تو اپنی زندگی کی حقیقت کو بھول گئے۔ سمجھتے ہو کہ دنیا کو پاکر ہم نے سب کچھ پا لیا حالانکہ تم نے کچھ بھی حاصل نہیں کیا بلکہ سب کچھ گنوا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبصورت مثال سے ہمیں سمجھایا ہے۔ فرمایا ہے کہ مال اور اولاد کو فخر کا باعث نہ سمجھو۔ یہ تو صرف ظاہری زینت ہے اس کی مثال اس فصل کی طرح ہے جس کو بارش کا پانی خوب سرسبز کرتا ہے۔ بڑی خوبصورت لہلہاتی ہوئی فصل ہوتی ہے۔ پانی سے اس میں ظاہری طور پر بھی نکھار آتا ہے اور پھر یہ ایک موقعے پر آ کر زرد ہو جاتی ہے۔ اور جب فائدے کا وقت آتا ہے تو اس پر گرم ہوا چلتی ہے اور اسے چورا چورا کرکے ہوا میں بکھیر دیتی ہے۔ انسان ہاتھ ملتا رہ جاتا ہے۔ اس کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آتا۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 29 اکتوبر 2019ء)

جاوید اقبال ناصر۔مربی سلسلہ جرمنی

حلال و طیب اشیاء کے بارے میں قرآنی آیات

قسط دوئم

طیب چیزیں اِس دنیا میں اور قیامت کے دن ایمان والوں کے لیے ہیں

قُلۡ مَنۡ حَرَّمَ زِیۡنَۃَ اللّٰہِ الَّتِیۡۤ اَخۡرَجَ لِعِبَادِہٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزۡقِ ؕ قُلۡ ہِیَ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا خَالِصَۃً یَّوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ؕ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الۡاٰیٰتِ لِقَوۡمٍ یَّعۡلَمُوۡنَ۔

(الا عراف:33)

تو پوچھ کہ اللہ کی (پیدا کردہ) زینت کس نے حرام کی ہے جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے۔ اور رزق میں سے پاکیزہ چیزیں بھی۔ تُو کہہ دے کہ یہ اس دنیا کی زندگی میں بھی ان کے لئے ہیں جو ایمان لائے (اور) قیامت کے دن تو خالصۃً (بلاشرکت غیرے صرف انہی کے لئے ہوں گی)۔ اسی طرح ہم نشانات کھول کھول کر بیان کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں۔

حلال وطیب چیزیں حرام نہ ٹھہرانے کی تاکید

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُحَرِّمُوۡا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمۡ وَ لَا تَعۡتَدُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ۔وَ کُلُوۡا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ حَلٰلًا طَیِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیۡۤ اَنۡتُمۡ بِہٖ مُؤۡمِنُوۡنَ۔

(المائدۃ: 88تا89)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اُن پاکیزہ چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کر دی ہیں حرام نہ ٹھہرایا کرو۔ اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور اس میں سے جو اللہ نے تمہیں رزق دیا حلال (اور) پاکیزہ کھایا کرو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جس پر تم ایمان لاتے ہو۔

قُلۡ اَرَءَیۡتُمۡ مَّاۤ اَنۡزَلَ اللّٰہُ لَکُمۡ مِّنۡ رِّزۡقٍ فَجَعَلۡتُمۡ مِّنۡہُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًا ؕ قُلۡ آٰللّٰہُ اَذِنَ لَکُمۡ اَمۡ عَلَی اللّٰہِ تَفۡتَرُوۡنَ۔

(یونس: 60)

تُو کہہ دے کیا تم غور نہیں کرتے کہ اللہ نے تمہارے لئے جو رزق اتارا ہے اس میں سے تم نے خود ہی حرام اور حلال بنا لئے ہیں۔تُو (ان سے) پوچھ کہ کیا اللہ نے تمہیں (ان باتوں کی) اجازت دی ہے یا تم محض اللہ پر افترا باندھ رہے ہو۔

وَ لَا تَقُوۡلُوۡا لِمَا تَصِفُ اَلۡسِنَتُکُمُ الۡکَذِبَ ہٰذَا حَلٰلٌ وَّ ہٰذَا حَرَامٌ لِّتَفۡتَرُوۡا عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَفۡتَرُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ لَا یُفۡلِحُوۡنَ ۔

(النحل: 117)

اور تم ان چیزوں کے بارہ میں جن کے متعلق تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ نہ کہا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام تا کہ تم اللہ پر بہتان تراشو۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ پر جھوٹ گھڑتے ہیں کامیاب نہیں ہوا کرتے۔

طیب چیزوں میں سے رزق دینے کا ذکر

وَ اذۡکُرُوۡۤا اِذۡ اَنۡتُمۡ قَلِیۡلٌ مُّسۡتَضۡعَفُوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ تَخَافُوۡنَ اَنۡ یَّتَخَطَّفَکُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىکُمۡ وَ اَیَّدَکُمۡ بِنَصۡرِہٖ وَ رَزَقَکُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَشۡکُرُوۡنَ۔

(الانفال: 27)

اور یاد کرو جب تم بہت تھوڑے تھے (اور) زمین میں کمزور شمار کئے جاتے تھے (اور) ڈرا کرتے تھے کہ کہیں لوگ تمہیں اُچک نہ لے جائیں تو اس نے تمہیں پناہ دی اور اپنی نصرت سے تمہاری تائید کی اور تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا تا کہ تم شکر گزار بنو۔

وَ اللّٰہُ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا وَّ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنۡ اَزۡوَاجِکُمۡ بَنِیۡنَ وَ حَفَدَۃً وَّ رَزَقَکُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ اَفَبِالۡبَاطِلِ یُؤۡمِنُوۡنَ وَ بِنِعۡمَتِ اللّٰہِ ہُمۡ یَکۡفُرُوۡنَ۔

(النحل:73)

اور اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے تمہاری جنس میں سے ہی جوڑے پیدا کئے اور تمہیں تمہارے جوڑوں میں سے ہی بیٹے اور پوتے عطا کئے اور تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا۔ تو کیا وہ باطل پر تو ایمان لائیں گے اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کر دیں گے؟

لوگوں کو خبیث چیزیں طیب کے ساتھ ملا کر نہ کھانے کی تاکید

وَ اٰتُوا الۡیَتٰمٰۤی اَمۡوَالَہُمۡ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِیۡثَ بِالطَّیِّبِ ۪ وَ لَا تَاۡکُلُوۡۤا اَمۡوَالَہُمۡ اِلٰۤی اَمۡوَالِکُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ حُوۡبًا کَبِیۡرًا۔

(النساء: 3)

اور یتامیٰ کو اُن کے اموال دو اور خبیث چیزیں پاک چیزوں کے تبادلہ میں نہ لیا کرو اور ان کے اموال اپنے اموال سے ملا کر نہ کھا جایا کرو۔ یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

یہودیوں کے ظلم کی وجہ سے طیب چیزیں بھی اُن پر حرام کر دی گئیں

فَبِظُلۡمٍ مِّنَ الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا حَرَّمۡنَا عَلَیۡہِمۡ طَیِّبٰتٍ اُحِلَّتۡ لَہُمۡ وَ بِصَدِّہِمۡ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ کَثِیۡرًا۔

(النساء: 161)

پس وہ لوگ جو یہودی تھے ان کے ظلم کے باعث اور ان کے اللہ کی راہ سے بکثرت روکنے کی وجہ سے ہم نے ان پر وہ پاکیزہ چیزیں بھی حرام کر دیں جو (اس سے پہلے) ان کے لئے حلال کی گئی تھیں۔

طیب چیزیں میں سے مومنین کو خرچ کرنے کا حکم

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡفِقُوۡا مِنۡ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبۡتُمۡ وَ مِمَّاۤ اَخۡرَجۡنَا لَکُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ ۪ وَ لَا تَیَمَّمُوا الۡخَبِیۡثَ مِنۡہُ تُنۡفِقُوۡنَ وَ لَسۡتُمۡ بِاٰخِذِیۡہِ اِلَّاۤ اَنۡ تُغۡمِضُوۡا فِیۡہِ ؕ وَ اعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیۡدٌ۔

(البقرہ: 268)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جو کچھ تم کماتے ہو اس میں سے اور اس میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لئے زمین میں سے نکالا ہے پاکیزہ چیزیں خرچ کرو۔ اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے وقت اس میں سے ایسی ناپاک چیز کا قصد نہ کیا کرو کہ تُم اُسے ہرگز قبول کرنے والے نہ ہو سوائے اس کے کہ تم (بکی کے خیال سے) اس سے صرفِ نظر کرو۔ اور جان لو کہ اللہ بے نیاز (اور) بہت قابلِ تعریف ہے۔

حضرت زکریاؑ کی طیب اولاد کے لیے دُعا

ہُنَالِکَ دَعَا زَکَرِیَّا رَبَّہٗ ۚ قَالَ رَبِّ ہَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً ۚ اِنَّکَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ۔

(آل عمران: 39)

اس موقع پر زکریا نے اپنے ربّ سے دعا کی اے میرے ربّ! مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذریّت عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعا سننے والا ہے۔

رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم نے طیب چیزوں کو حلال اور خبیث کا حرام قرار دیتا

اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَہٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَہُمۡ فِی التَّوۡرٰىۃِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ ۫ یَاۡمُرُہُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡہٰہُمۡ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ یُحِلُّ لَہُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیۡہِمُ الۡخَبٰٓئِثَ وَ یَضَعُ عَنۡہُمۡ اِصۡرَہُمۡ وَ الۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡہِمۡ ؕ فَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِہٖ وَ عَزَّرُوۡہُ وَ نَصَرُوۡہُ وَ اتَّبَعُوا النُّوۡرَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ مَعَہٗۤ ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ۔

(الاعراف: 158)

جو اس رسول نبی اُمّی پر ایمان لاتے ہیں جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیک باتوں کا حکم دیتا ہے اور انہیں بُری باتوں سے روکتا ہے اور اُن کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال قرار دیتا ہے اور اُن پر ناپاک چیزیں حرام قرار دیتا ہے اور اُن سے اُن کے بوجھ اور طوق اتار دیتا ہے جو اُن پر پڑے ہوئے تھے۔ پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور اسے عزت دیتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ اتارا گیا ہے یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

مال غنیمت میں سے حلال اور طیب کھانے کا ذکر

فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا ۖ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

(الانفال:70)

پس جو مالِ غنیمت تم حاصل کرو اس میں سے حلال اور پاکیزہ کھاؤ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

مومنین کو جنت میں طیب گھروں کے ملنے کا وعدہ

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

(التوبہ: 72)

اللہ نے مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اسی طرح بہت پاکیزہ گھروں کا بھی جو دائمی جنتوں میں ہوں گے۔ تاہم اللہ کی رضا سب سے بڑھ کر ہے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

طیب اور ناپاک برابر نہیں ہو سکتے

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

(المائدۃ:101)

تُو کہہ دے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے خواہ تجھے ناپاک کی کثرت کیسی ہی پسند آئے۔ پس اے عقل والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

طیب مومنین کو خبیث سے علیحدہ کرنے کا ذکر

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔

(آل عمران: 180)

اللہ ایسا نہیں کہ وہ مومنوں کو اس حال پر چھوڑ دے جس پر تم ہو یہاں تک کہ خبیث کو طیّب سے نتھار کر الگ کر دے۔ اور اللہ کی یہ سنّت نہیں کہ تم (سب) کو غیب پر مطلع کرے۔ بلکہ اللہ اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے چُن لیتا ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔ اور اگر تم ایمان لے آؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہارے لئے بہت بڑا اَجر ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۔ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ۔لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيْثَ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَيَرْكُمَهٗ جَمِيْعًا فَيَجْعَلَهٗ فِيْ جَهَنَّمَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ۔

(الانفال: 37تا38)

یقیناً وہ لوگ جنہوں نے انکار کیا اپنے مال خرچ کرتے ہیں تا کہ اللہ کی راہ سے روکیں۔ پس وہ اُن کو (اسی طرح) خرچ کرتے رہیں گے پھر وہ (مال) اُن پر حسرت بن جائیں گے پھر وہ مغلوب کر دیئے جائیں گے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا جہنم کی طرف اکٹھے کر کے لے جائے جائیں گے۔ تا کہ اللہ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے اور خبیث کے ایک حصہ کو دوسرے پر ڈال دے پھر اس سارے کو (ڈھیر کی صورت میں) تہہ بہ تہہ اکٹھا کر دے پھر اسے جہنم میں جھونک دے۔ یہی لوگ ہیں جو گھاٹا کھانے والے ہیں۔

(جاری ہے)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

کو جلد سے جلد جذب کرنے والے بن سکیں۔ کبھی یہ احساس ہمارے دل میں نہ آئے کہ ہم اتنی دعائیں کر رہے ہیں پھر بھی خدا تعالیٰ قبول نہیں کر رہا یا وہ نظارے نہیں دکھا رہا۔ اوّل تو اللہ تعالیٰ دعائیں قبول فرما رہا ہے۔ بلکہ ہماری معمولی دعاؤں کو، ہماری معمولی کوششوں کو اپنی رحمتِ خاص سے اتنے پھل لگا رہا ہے کہ اُنہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین بڑھتا ہے۔ ایک تو جیسا کہ میں نے کہا کہ پاکستان میں جس طرح دشمن کے منصوبے ہیں اور اُن میں روز بروز جس طرح تیزی آ رہی ہے اس کے مقابلے میں اُن کی کامیابی کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر پاکستان میں ہی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایمان میں ترقی کر رہی ہے اور ویسے بھی اللہ تعالیٰ کے بیشمار فضل ہیں جو وہ دیکھ رہی ہے اور پھر دنیا میں جس طرح اللہ تعالیٰ جماعت کو متعارف کروا رہا ہے اور ترقیات دکھا رہا ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہماری معمولی کوششوں اور معمولی دعاؤں کے پھل ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اگر کسی کے ذہن میں یہ ہلکا سا بھی شائبہ ہے کہ نعوذ باللہ ہماری دعائیں اللہ تعالیٰ نہیں سنتا تو اُسے استغفار کرنی چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ مالک ہے اور ہمارا کام مالک سے مانگتے چلے جانا ہے۔ اس کے بھی کچھ آداب ہیں اور یہ آداب ادا کرنا ہمارا کام ہے جنہیں ہم نے پوری طرح ادا کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا کے آداب کے بارے میں ہمیں خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں۔ آپ نے ہمیں بتایا کہ دعا کرتے ہوئے کبھی تھک کر مایوس نہیں ہونا چاہئے اور اللہ تعالیٰ پر کبھی بدظنی نہیں کرنی چاہئے کہ وہ سنتا نہیں۔ ایک تو دعاؤں کی قبولیت قانونِ قدرت کے تحت اپنا وقت لیتی ہے، دوسرے قبولیت کے نظارے ضروری نہیں کہ اُسی صورت میں نظر آئیں جس صورت میں دعا میں مانگا جا رہا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اور صورتوں میں اپنے پیار کا اظہار فرماتا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلدنمبر 2 صفحہ 693 ۔ ایڈیشن 2003ء) جیسا کہ مَیں نے کہا کہ دنیا کی ترقیات میں، پاکستان کے احمدیوں کی قربانیوں اور دعاؤں کا بہت بڑا حصہ ہے۔ تیسری یہ بات کہ بندے کو اپنے حال پر بھی غور کرنا چاہئے کہ کیا اُس نے خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتے ہوئے اپنے سر کو اللہ تعالیٰ کے آستانے پر جھکایا ہے؟ پس غور کریں گے تو قصور بندے کا ہی نکلے گا۔

پھر ایک جگہ دعا کے آداب کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ سے مانگنے کے واسطے ادب کا ہونا ضروری ہے اور عقلمند جب کوئی شے بادشاہ سے طلب کرتے ہیں تو ہمیشہ ادب کو مدنظر رکھتے ہیں۔ اسی لئے سورۂ فاتحہ میں خدا تعالیٰ نے سکھایا ہے کہ کس طرح مانگا جاوے اور اس میں سکھایا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (الفاتحہ: 2)۔ یعنی سب تعریف خدا کو ہی ہے جو ربّ ہے سارے جہان کا۔ اَلرَّحْمٰنُ۔ یعنی بلا مانگے اور سوال کئے کے دینے والا۔ اَلرَّحِيْمُ۔ یعنی انسان کی سچی محنت پر ثمراتِ حسنہ مرتب کرنے والا ہے۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (الفاتحہ: 4)۔ جزا سزا اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ چاہے رکھے چاہے مارے‘‘۔ فرمایا ’’اور جزا سزا آخرت کی بھی اور اس دنیا کی بھی اُسی کے ہاتھ میں ہے‘‘۔ ایک جزا سزا اس دنیا کی ہے اور ایک آخرت کی، دونوں اُسی کے ہاتھ میں ہیں۔ فرمایا کہ ’’جب اس قدر تعریف انسان کرتا ہے تو اُسے خیال آتا ہے کہ کتنا بڑا خدا ہے جو کہ ربّ ہے، رحمن ہے، رحیم ہے۔ اُسے غائب مانتا چلا آ رہا ہے‘‘۔ یعنی یہ دعا جب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی ان صفات پر ایمان بالغیب ہوتا ہے ’’اور پھر اُسے حاضر ناظر جان کر پکارتا ہے‘‘۔ یہ پہلی حالتیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں ان پر ایمان بالغیب ہوتا ہے اور اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ کو وہ حاضر ناظر جانتا ہے، اپنے سامنے بیٹھا ہوا دیکھتا ہے اور پھر پکارتا ہے کہ ’’اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ (الفاتحہ: 5تا6)۔ یعنی ایسی راہ جو کہ بالکل سیدھی ہے اس میں کسی قسم کی کجی نہیں ہے۔ ایک راہ اندھوں کی ہوتی ہے کہ محنتیں کر کے تھک جاتے ہیں اور نتیجہ کچھ نہیں نکلتا اور ایک وہ راہ کہ محنت کرنے سے اس پر نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ پھر آگے صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحہ: 7) یعنی اُن لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا اور وہ وہی صراط مستقیم ہے جس پر چلنے سے انعام مرتب ہوتے ہیں۔ پھر غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ۔ نہ اُن لوگوں کی جن پر تیرا غضب ہوا اور وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔ اور نہ اُن کی جو دُور جا پڑے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلدنمبر 2 صفحہ 679تا680 ۔ ایڈیشن 2003ء)

(خطبہ جمعہ 7/ اکتوبر 2011ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

غلام مصباح بلوچ۔ کینیڈا

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت مولوی محمد دین صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ

حضرت مولوی محمد دین صاحب رضی اللہ عنہ ولد مکرم گھسیٹا صاحب لاہور کے رہنے والے تھے۔ آپ 1881ء میں پیدا ہوئے اور بعمر بیس سال 1901ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور بیعت کی توفیق پائی، اپنی بیعت کا پس منظر بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

’’1901ء میں مَیں سخت بیمار ہوگیا، قریباً ایک سال سے زائد عرصہ تک ڈاکٹروں اور حکیموں کا علاج کرانا پڑا لیکن مجھے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ ان دنوں مَیں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کر رہا تھا، مجھے میرے مکرم معظم ومحسن بزرگ منشی تاج الدین صاحب مرحوم پنشنرا اکاؤنٹنٹ نے قادیان آنے کا مشورہ دیا، مجھے سٹیشن پر آ کر گاڑی میں خود سوار کر کے گئے، میں قادیان پہنچا اور پہلے پہل میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو جمعہ کی نماز پڑھ کر مسجد سے نکلتے ہوئے دیکھا، میری طبیعت نے فیصلہ کرلیا کہ یہ منہ تو جھوٹے کا نہیں ہوسکتا۔ بعد میں حضرت مولوی نور الدین صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی بیماری کا حال سنایا، آپؓ نے میرا ناسور دیکھ کر حیرانگی کا اظہار کیا اور کہا اس کا رخ دل کی طرف ہوگیا ہے، مجھے فرمایا کہ اس کے لیے دوا کی نسبت دعا کی ضرورت زیادہ ہے، مجھے بتلایا کہ مسجد مبارک میں ایک خاص جگہ بیٹھنا مَیں خود تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاؤں گا اور تمہارے دعا کے لیے عرض کروں گا۔ میں اس دریچہ کے پاس بیٹھ گیا جہاں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے تشریف لایا کرتے تھے، حضرت مولوی صاحبؓ بڑھے اور مجھے پکڑ کر حضرت صاحب کے سامنے کر دیا، میرے مرض کے متعلق صرف اتنا کہا کہ بہت خطرناک ہے۔ مَیں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا چہرہ ہمدردی سے بھرا ہوا تھا، مجھ سے حضورؑ نے دریافت کیا کہ ’’یہ تکلیف آپ کو کب سے ہے؟‘‘ مَیں تیرہ ماہ سے اس دکھ میں مبتلا تھا۔ لوگ آرام کی نیند سویا کرتے تھے لیکن مجھے درد چین نہیں لینے دیتی تھی اس لیے میں اپنے مکان کے بالاخانہ میں ٹہلا کرتا تھا اور میرے ارد گرد سونے والے خوابِ راحت میں پڑے ہوتے تھے، مَیں نے مہینوں راتیں رو کر اور ٹہل کر کاٹی ہوئی تھیں، حضرت صاحب کے ان ہمدردانہ و محبت انگیز کلمات نے چشم پُرآب کر دیا۔ شکل تو دیکھ چکا تھا، اتنے بڑے انسان کا مجھ ناچیز کو ’’آپ‘‘ کے لفظ محبت آمیز و کمال ہمدردانہ لہجہ میں مخاطب کرنا ایک بجلی کا اثر رکھتا تھا۔ مَیں اپنی بساط کو جانتا تھا میری حالت یہ تھی محض ایک لڑکا مَیلے اور پرانے دریدہ وضع کپڑے، چھوٹے درجہ و چھوٹی قوم کا آدمی میرے منہ سے لفظ نہ نکلا سوائے اس کے کہ آنسو جاری ہوگئے۔ حضرت صاحب نے یہ حالت دیکھ کر سوال نہ دہرایا مجھے کہا کہ ’’مَیں تمہارے لیے دعا کروں گا فکر مت کرو، ان شاء اللہ اچھے ہو جاؤ گے۔‘‘ مجھے اس وقت اطمینان ہوگیا کہ اب اچھا ہو جاؤں گا۔ پھر میں حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں آیا تو صرف آپ نے ذرّہ بھر خوراک جدوار کی میرے لیے تجویز فرمائی اور اتنی مقدار مجھے کہا کہ پتھر پر گھس کر اس ناسور پر لگا دیا کروں، تھوڑے ہی عرصہ میں مجھے افاقہ ہوگیا اور ایک مہینہ میں مَیں اچھا ہوگیا۔ یہ پہلا واقعہ ہے

حضرت مولوی محمد دین صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ

کہ مجھے حضرت صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا اور میری خوش قسمتی مجھے بیمار کر کے قادیان میں لے آئی چنانچہ میں نے وطن کو خیر باد کہہ کر قادیان کی رہائش اختیار کر لی۔ اس کے بعد میری شامتِ اعمال مجھ پر پھر سوار ہوئی، حضرت صاحب نے لکھا کہ جو شخص سچے دل اور پورے اخلاص کے ساتھ تقویٰ کی راہ پر قدم مارتا ہے اور آپؑ کا سچا مرید ہے اس کو طاعون نہ چھوئے گی لیکن میں ہی نابکار نکلا جو احمدیوں میں سے طاعون میں مبتلا ہوا حالانکہ ہندوؤں اور غیر احمدیوں میں سے پچیس پچیس آدمی روز مرے۔ لیکن باوجود اس امر کے کہ میرا وجود ’’بدنام کنندہ نکو نامے چند‘‘ تھا تاہم حضرت کی خدمت میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے عرض کیا کہ اس کا باپ بھی اس کو لینے آیا تھا لیکن اس نے قادیان چھوڑنا پسند نہیں کیا۔ حضرت صاحب نے باوجود اس سخت کمزوری کے میرے لیے دعا کی اور دوا بھی خود ہی تجویز فرمائی چنانچہ مجھے معلوم ہوا کہ حضورؑ خود کمال مہربانی سے اپنے ہاتھوں روزانہ دوائی تیار کر کے بھیجتے ہیں اور دو تین وقت روزانہ میری خبر منگواتے۔ یہ کمال شفقت ایک گمنام شخص کے لیے جو نہ دنیوی اور دینی لیاقت رکھتا نہ کوئی دینی یا دنیوی وجاہت، ایک ادنیٰ اور ذلیل خادموں میں سے تھا۔ میرا ایمان ہے کہ مَیں آپؑ کی دعاؤں سے ہی بچ گیا ورنہ جن دنوں مَیں بیمار ہوا، طاعونی مادہ ایسا زہریلا تھا کہ شاذ ہی لوگ بچتے تھے۔ میرے لیے یہ اخلاق کریمانہ قولی اور فعلی ایسے تھے کہ نقش کالحجر۔ مجھے یہ محبت و شفقت اپنے گھر میں ڈھونڈنے سے بھی نہ ملی تھی اس لیے میں تو گرویدہ حسن و احسان ہوگیا۔ اب میری یہی دعا ہے کہ میرا انجام بخیر ہوجائے، میں اپنے اس محسن و محبوب سے مر کر بھی جدا نہ ہوں۔‘‘
(سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ صفحہ 166تا168 شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

1903ء میں قادیان میں تعلیم الاسلام کالج کا قیام عمل میں آیا، حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ نے اس کالج میں بھی بطور پرائیویٹ سٹوڈنٹ تعلیم پائی۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 304) طاعون کے دنوں میں بیمار ہونے اور حضرت اقدسؑ کے آپ کے ساتھ مشفقانہ سلوک کا ذکر اوپر گزرا ہے، حضرت اقدسؑ نے حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ آف مالیر کوٹلہ کے نام اپنے ایک مکتوب محررہ 6/اپریل 1904ء میں بھی آپ کی بیماری کا ذکر فرمایا ہے۔ (مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 267) اس کے کچھ عرصہ بعد آپ نے بی اے کی تعلیم کے لیے علی گڑھ کالج میں داخلہ لے لیا۔ علی گڑھ میں حصول تعلیم کے ساتھ آپ احمدیت کا عمدہ نمونہ بن کر رہے۔ علی گڑھ کالج میں ایک مرتبہ اساتذہ کے خلاف طلباء کی سٹرائیک (ہڑتال) ہوئی، احمدی طلبہ کی اکثریت اس میں شامل نہ ہوئی، آپ بھی انھی طلبہ میں سے ایک تھے، جب ان طلبہ کا ذکر حضرت اقدسؑ کے حضور ہوا تو حضور علیہ السلام نے اظہار خوشنودی کرتے ہوئے فرمایا ’’ہم ان لڑکوں پر خوش ہیں جنھوں نے اس موقعہ پر ہماری تعلیم پر عمل کیا۔‘‘ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 172) علی گڑھ کالج میں آپ احمدیت کا ذکر بھی دوسروں تک پہنچاتے رہتے۔ آپ کے ایک استاذ Joseph Horovitz بھی تھے جو ایک جرمن یہودی مستشرق تھے اور علی گڑھ میں عربی پڑھاتے تھے، ان کے حوالے سے ایک مرتبہ آپ نے ایک مراسلہ روانہ فرمایا جسے ایڈیٹر اخبار بدر نے ’’جرمنی میں سلسلہ حقہ کی خبر‘‘ کے عنوان کے تحت یوں درج فرمایا: ’’ماسٹر محمد دین صاحب علی گڑھ کالج سے لکھتے ہیں کہ یہاں ایک جرمن پروفیسر ہے جو کہ عربی پڑھاتا ہے، اس نے مجھے ایک کتاب جرمن زبان میں دکھلائی جس میں اقصائے مشرق کے مختلف مذاہب کا حال دیا ہوا تھا، اس میں حضور مرزا صاحب اور فرقہ احمدیہ کا بھی مختصر ذکر لکھا ہے.....۔‘‘ (بدر 9/مئی 1907ء صفحہ 2 کالم 1) یہ کتاب مشہور مستشرق Ignaz Goldziher کی تھی۔

1907ء میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے وقف زندگی کی تحریک فرمائی، ان دنوں آپ علی گڑھ کالج میں زیر تعلیم تھے، آپ نے فورًا لبیک کہا اور اپنا نام خدمت دین کے لیے حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور پیش کر دیا، حضور علیہ السلام نے آپ کی درخواست پر تحریر فرمایا: ’’نتیجہ کے بعد اس خدمت پر لگ جائیں۔‘‘ (ذکر حبیبؑ از حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ 116۔ خلافت احمدیہ جوبلی ایڈیشن) علی گڑھ میں بی اے کی تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان میں استاد مقرر ہوگئے اور ایک لمبے عرصہ تک اس ادارے کے ساتھ منسلک رہے۔ آپ ایک محنتی اور شفیق استاد تھے، تعلیم الاسلام قادیان کی انفرادیت اور اس کی اہمیت سے خوب واقف ہوتے ہوئے آپ نے طلبہ کی تعلیمی و تربیتی صلاحیتیں اجاگر کرنے میں ہر ممکن کوشش کی اور اپنے دیگر ساتھی اساتذہ کے ساتھ مل کر پنجاب بھر میں اس سکول کا نام روشن کیا۔ 1914ء میں جب کچھ لوگوں نے خلافت کو ماننے سے انکار کر دیا تو ان غیر مبائعین میں جناب مولوی صدر الدین صاحب بھی شامل تھے جو کہ اس وقت تعلیم الاسلام سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے، آپ ایک لائق منتظم تھے لیکن خلافت سے علیحدگی کی وجہ سے آپ بھی قادیان چھوڑ کر چلے گئے اور اسی زعم میں تھے کہ سکول کا معیار اب تنزلی کا شکار ہو جائے گا۔ بہرحال ان کے چلے جانے پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حضرت مولوی محمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ کو سکول کا ہیڈ ماسٹر مقرر فرمایا، آپ

نے خلیفۂ وقت کی توقعات کو پورا کرتے ہوئے نہایت جانفشانی سے سکول کی ذمہ داریاں سرانجام دیں چنانچہ پہلے ہی سال سکول نے عمدہ نتائج حاصل کیے، ایڈیٹر صاحب الحکم نے ’’ہمارے سکول کا شاندار نتیجہ‘‘ کے عنوان سے مبارکبادی کا ایک نوٹ دیتے ہوئے لکھا:

’’..... مولوی صدر الدین صاحب کے چلے جانے کے بعد مدرسہ کی ذمہ داری کا بوجھ مولوی محمد الدین صاحب بی اے پر رکھا گیا، مَیں آج نہیں ایک عرصہ سے بلکہ ان کی طالب علمی کے زمانہ سے مولوی محمد الدین صاحب کو جانتا ہوں، جن خوبیوں اور قابلیتوں کا یہ نوجوان مالک ہے وہ قابل رشک ہیں۔ ایثار اور اخلاص اس میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے..... مدرسہ تعلیم الاسلام کو جس قسم کے ہیڈ ماسٹر کی ضرورت ہے، مولوی شیر علی صاحب کے بعد اگر کوئی شخص اس کرسی پر بیٹھنے کے قابل ہے تو مولوی محمد الدین ہے، وہ مدرسہ میں آئین اور ضابطہ کی روح کے ساتھ تعلیم الاسلام اور احمدیت کی روح پھونکنا چاہتا ہے۔..... مدرسہ کے اس شاندار نتیجہ کے لیے مولوی محمد الدین صاحب اور ان کے مددگار استاد ہر طرح سے قابل تعریف ہیں..... یہ حضرت اولوالعزم کی کامیابیوں اور برکات کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے جو اہل بصارت کو نظر آسکتا ہے.....‘‘

(الحکم 14/جون 1915ء صفحہ 3،4)

آپ نے 1914ء سے 1923ء تک تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کی ہیڈ ماسٹری کے فرائض سرانجام دیے۔ 1923ء میں حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے آپ کو حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی جگہ امریکہ میں مبلغ مقرر فرمایا۔ 6/جنوری 1923ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے اساتذہ و طلبہ نے آپ کو الوداعی ایڈریس دیا جس میں حضرت خلیفة المسیح الثانیؓ بھی شریک ہوئے اور خطاب فرمایا۔ (الفضل 15/جنوری 1923ء صفحہ 3تا4) اگلے دن یعنی 7/جنوری کو مدرسہ احمدیہ کی طرف سے ٹی پارٹی دی گئی، اس پارٹی میں بھی حضرت خلیفة المسیح رونق افروز تھے اور اسی دن آپ قادیان سے امریکہ کے لیے روانہ ہوئے، حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور بہت سے دیگر احباب سڑک کے موڑ تک الوداع کہنے کے لیے آئے۔ (الفضل 11/جنوری 1923ء صفحہ 1) آپ کی روانگی کی آخری رات حضرت صاحبؓ نے آپ کو تفصیلی نصائح تحریر فرماکر دیں جن میں اسلام کی حقیقت، تبلیغ کے دو پہلو (اپنوں کے لیے اور غیروں کے لیے)، اسلامی اخلاق اور ان کی پابندی، نومسلموں کا مرکز سے تعلق پیدا کرنا، عاشقانہ ایمان، نومسلموں کو تعلیم دینے کا طریق، قربانیاں کرنے کی تعلیم، اخلاقی اصلاح کے لیے ایک نکتہ، دعا کی تاکید، کالے گورے سب برابر ہیں، مبلغ کی سیاست سے علیحدگی، مبلغ کا استقلال، عورتوں سے مصافحہ، لغو کاموں سے پرہیز، سادہ اور بے تکلف زندگی، پہلے مبلغین کی خدمات کا اعتراف، خلیفہ کی اطاعت، سابقون کا حق، انسانی ہمدردی، انسان ہر بات سیکھ سکتا ہے، سچائی اور اس کا اظہار، اخراجات کا حساب رکھنا، اخبار کو اپڈیٹ کرنا اور لیکچر کی تیاری، مرکزی کارکنوں کا احترام وغیرہ امور پر نصائح درج تھیں۔

(الفضل 25/جنوری 1923ء صفحہ 3)

آپ قریباً تین ماہ کے لمبے سفر کے بعد انگلستان سے ہوتے ہوئے امریکی شہر بوسٹن (Boston) کی بندرگاہ پر اترے اور مورخہ 29/مارچ کو شکاگو پہنچے۔ (الفضل 14/مئی 1923ء صفحہ 1،2) حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے رسالہ دی مسلم سن رائز (The Moslem Sunrise) کے شمارہ اپریل تا جولائی 1923ء کے شروع میں آپ کی تصویر کے ساتھ امریکہ میں دوسرے احمدی مسلم مبلغ کے الفاظ میں آپ کی آمد کی اطلاع شائع کی۔ شکاگو میں آپ نے حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ سے چارج لیا اور مشن کی ذمہ داری سنبھالی، آپ اپنی رپورٹ باقاعدگی سے مرکز بھجواتے رہے جو اخبار الفضل میں شائع شدہ ہیں، آپ کی بعض ابتدائی رپورٹیں درج ذیل شماروں میں درج ہیں:

(الفضل 8/مارچ 1923ء صفحہ 2 لندن سے خط، جہاز پر تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر) (الفضل 11/جون 1923ء صفحہ 1،2) (الفضل 18/جون 1923ء صفحہ 2) (الفضل 20/جولائی 1923ء صفحہ 1) (الفضل 21/اگست 1923ء صفحہ 8) (الفضل 28/ اگست 1923ء صفحہ 1) (الفضل 4/ستمبر 1923ء صفحہ 7-5 عجائبات امریکہ)(الفضل 12/اکتوبر 1923ء 9،10) (الفضل 6/نومبر 1923ء صفحہ 1،2)

اسی طرح رسالہ دی مسلم سن رائز بھی آپ کی ادارت میں چھپنا شروع ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے دور میں جماعت کو مزید ترقیات نصیب ہوئیں اور عام پبلک سے لے کر اعلیٰ حکومتی عہدیداروں تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کا موقع ملا۔ اگست 1923ء میں امریکہ کے صدر جناب وارن جی ہارڈنگ (Warren G. Harding) کی اچانک وفات ہوئی اور ان کی جگہ ان کے نائب صدر جناب John Calvin Coolidge Jr. امریکہ کے 30ویں صدر کے طور پر مقرر ہوئے۔ حضرت مولوی محمد دین صاحبؓ نے جہاں آنجہانی صدر کی بیوہ کو تعزیتی خط لکھا وہاں امریکہ کے نئے صدر کو بھی مبارکباد دی اور احمدیہ مسلم جماعت کی طرف سے نیک خواہشات اور بھرپور تعاون کی یقین دہانی کا خط لکھا۔

آپ نے کارگزاری رپورٹوں کے ساتھ ساتھ اخبار الفضل میں امریکہ کے عمومی حالات، کلچر، رہن سہن، موسمی حالات، ذرائع معاش، تعلیم اور صنعت و حرفت کے وسیع مواقع کے متعلق بھی مضامین لکھے اور ہندوستانی نوجوانوں کے لیے ہر ممکن قسم کی رہنمائی فرمائی بلکہ تحریک بھی کی کہ ’’ہندوستان کے نوجوانوں کو چاہیے کہ امریکہ میں آئیں اور صنعت و حرفت اور علم حاصل کریں.....‘‘ (الفضل 23/اکتوبر 1923ء صفحہ 2)

آپ کے امریکہ میں قیام کے دوران ہی حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اپنے پہلے سفر یورپ پر تشریف لے گئے چنانچہ اس موقع پر آپ بھی امریکہ سے انگلستان پہنچے اور حضرت خلیفة المسیحؓ کی زیر ہدایت مختلف کاموں میں مدد دیتے رہے۔ اس موقع پر لیے گئے حضورؓ کے ساتھ بعض گروپ فوٹوز میں آپ بھی موجود ہیں۔ حضورؓ کی مراجعت کے بعد آپ دوبارہ امریکہ آگئے اور اپنے مفوضہ کام سرانجام دیے۔ امریکہ میں تین سال تبلیغی خدمات سرانجام دینے کے بعد آپ مورخہ 30/دسمبر 1925ء کو قادیان پہنچے۔ (الفضل یکم جنوری 1926ء صفحہ 1 کالم 1) دسمبر 1926ء میں آپ کی ادارت میں رسالہ ’’سن رائز‘‘ کا اجراء ہوا، قریباً ڈیڑھ سال آپ اس کے ایڈیٹر رہے۔ امریکہ جانے سے قبل آپ نے بطور ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز بھی کچھ عرصہ خدمت کی توفیق پائی تھی۔ اپریل 1927ء میں دوبارہ آپ تعلیم الاسلام سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے اور 1940ء تک اس عہدے پر کام کیا۔ 1942ء سے 1947ء تک گرلز ہائی سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر رہے۔ ان مفوضہ فرائض کے علاوہ تعلیمی اور تربیتی مضامین بھی وقتاً فوقتاً لکھتے رہتے، آپ کے بعض مضامین پرانے لٹریچر میں موجود ہیں، مثلاً: ’’ایک تعلیم یافتہ آریہ کی ہمارے ہائی سکول کے متعلق غلط بیانی‘‘ (فاروق 6/جون 1918ء صفحہ 5) ’’مسلم مسیحی اتحاد‘‘ (الفضل 19/اپریل 1927ء صفحہ 8) ’’اچھوت اقوام کے متعلق مسلمانوں کا فرض‘‘ (الفضل 30/اگست 1927ء صفحہ 8، 9) انگریزی مضامین اس کے علاوہ ہیں۔ آپ کی تحریک اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کی کوششوں سے قادیان میں بچوں کو تیراکی سکھانے کے لیے دارالعلوم قادیان میں ایک تالاب بنایا گیا۔ (الفضل 12/اکتوبر 1940ء صفحہ 1) 8/اپریل 1940ء کو تعلیم الاسلام ہائی سکول سے بطور ہیڈ ماسٹر ریٹائر ہونے پر طلبہ نے آپ کے نام ایڈریس میں کہا:

’’..... آپ نے بحیثیت استاد اپنے شاگردوں کے قلوب پر جو گہرے نقوش چھوڑے ہیں اور ان کی تربیت اور کیرکٹر کی تعمیر میں جو قابل قدر کام کیا ہے، اس کی مثال شاید ہی کسی دوسری جگہ مل سکے۔

آپ کی ذاتی خوبیاں مثلاً سادگی، کفایت شعاری، محنت و جفاکشی، ذاتی قابلیت و شرافت، وسعتِ نظر، علمی شغف، ریاضت و امانت، صاف گوئی، سلسلہ سے اخلاص، نظام کی پابندی، تقویٰ و طہارت، ہمدردی و دل سوزی، پردہ پوشی، سلامت روی، منکسرمزاجی وغیرہ بیسیوں ایسے اخلاق حسنہ اور فضائل ہیں جو آپ کے ذریعہ آپ کے شاگردوں میں پیدا ہوتے رہے ہیں اور آپ کا نیک نمونہ سینکڑوں نوجوانوں کے لیے اپنی زندگی کی تعمیر میں رہنما کا کام دیتا رہا ہے ...‘‘

(الفضل 9/مئی 1940ء صفحہ 10)

پاکستان بننے کے بعد آپ نے صدر انجمن میں بطور ناظر تعلیم اور پھر صدر صدر انجمن احمدیہ ربوہ خدمت کی توفیق پائی۔

حضرت مولوی محمد الدین صاحب رضی اللہ عنہ نے 7/مارچ 1983ء کو تقریباً سو سال کی عمر میں وفات پائی اور بوجہ موصی (وصیت نمبر 361) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ قطعہ صحابہ میں دفن ہوئے۔ حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 11/مارچ 1983ء میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

’’..... آپ تمام عمر ایک نہایت ہی پاک نفس، درویش صفت انسان کے طور پر زندہ رہے۔ کوئی انانیت نہیں تھی، کوئی تکبر نہیں تھا، ایسا بچھا ہوا وجود تھا جو خدا کی راہ میں بچھ کر چلتا ہے۔ ذکر الٰہی سے ہمیشہ آپ کی زبان تر رہتی تھی۔ آخری سانس تک آپ داعی الی اللہ بنے رہے، بظاہر بستر پر پڑا ہوا ایک ایسا وجود تھا جو دنیا کی نگاہ میں ناکارہ ہو چکا تھا مگر جیسا کہ میں نے پہلے بھی بیان کیا تھا جب میں سپین سے واپس آیا اور حضرت مولوی صاحبؓ کی خدمت میں ملاقات کے لیے حاضر ہوا، پہلی بات انہوں نے مجھے یہی کہی کہ میں سپین کے مشن کی کامیابی کے لیے اور آپ کے دورہ کی کامیابی کے لیے مسلسل دعائیں کرتا رہا ہوں۔ میں نے مولوی صاحب سے کہا کہ آپ کی دعائیں مجھے پہنچ رہی ہیں اور میں ان کو خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضلوں کی صورت میں آسمان سے برستا ہوا دیکھا کرتا تھا اور کون جانتا ہے کہ کتنا بڑا حصہ حضرت مولوی صاحب کا تھا اس کامیابی میں جو اس سفر کو نصیب ہوئی۔‘‘

(خطبات طاہر جلد دوم صفحہ 155تا156)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ۔

محی الدین عباسی۔ لندن

تعصّب، نفرت خطرناک سماجی امراض ہیں

تعصّب، نفرت اور عصبیت زمانہ جاہلیت کی پیداوار ہیں، بلکہ یہ انتہاپسندی کا دوسرا نام ہے۔ یہ نفرت، تفرقہ، گمراہی اور بغض کو بڑھا دیتا ہے اور تعصّبات حق و انصاف اور اصول پسندی کے دشمن ہیں۔ کوئی معاشرہ اس سے باہر نہیں رہ سکتا، اسی لیے ہرانسان اس کا شکار ہوجاتا ہے، تعصّب کی مرئی اور غیرمرئی لاتعداد شکلیں ہیں۔ دنیا کے اکثر علاقوں اور خصوصاً پاکستان میں تعصّب کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ اخبارات اور سوشل میڈیا پر آئے دن ہم پڑھتے رہتے ہیں کہ فلاں مذہبی جماعت یا فرقہ کے افراد کو روزمرہ کے معمولات ادا کرتے ہوئے بے رحمی سے قتل کر دیا گیا۔نفرت اور تعصّب کی بنیاد پر یکم جولائی 2020ء کو شیخوپورہ میں ایک واقعہ پیش آیا قبریں توڑی گئیں اس کے بعد دوسرا واقعہ 13، 14 جولائی کو گوجرانوالہ کے ایک احمدیہ قبرستان میں پیش آیا۔جس میں 20 سے زائد قبروں کی بے حرمتی کی گئی بعض تعصّب اور نفرت کی آگ میں جلنے والے متشدد افراد تو انسانوں کو مرنے کے بعد بھی نہیں بخشتے ہیں۔تعصّب اور نفرت کیوں برتا جاتا ہے؟ اور اس رویہ کو تبدیل کرنا اس قدر مشکل کیوں؟

جب ہم کسی کو متعصّب قرار دیتے ہیں تو دراصل ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص ایک خاص رویہ کا حامل ہے جو فلاں چیز، قوم یا فرقہ کے متعلق نفرت پر مبنی ہے اور یہ نفرت مذکورہ شخص کے اندر راسخ ہوچکی ہے۔معنوی اعتبار سے تعصّب کا مطلب ہے کسی کے متعلق فیصلہ صادر کر دینا اور غضب، غصّہ، مکالمہ اور تبدیلی کا امکان ختم کر دیتا ہے۔یعنی نتیجہ نکالا جاچکا ہے۔ متبادل حقائق اور وضاحتوں کی کوئی ضرورت نہیں۔

تعصّب اور نفرت کی کئی شکلیں ممکن ہیں جن میں کچھ نسبتاً کم منفی ہوتی ہیں۔ ہم کسی مظلوم کے حق میں بھی متعصّب ہوسکتے ہیں۔ انتہائی سطح کی حُبّ الوطنی اپنے وطن یا قوم کے حق میں ایک طرح کا تعصّب ہی ہوتی ہے۔ ’’غلط یا درست، حق پر ہے یا غلطی پر، یہ میرا ملک ہے، مجھے اس کی حمایت کرنی ہے۔‘‘ اس فقرے سے ہم سب کی سماعتیں آشنا ہیں۔ اس رویہ کا حامل شخص اپنے ملک یا اپنی پسندیدہ حکومت کی ہر قیمت پر حمایت کرتا ہے۔ لیکن نفسیات دانوں کی اکثریت متفق ہے کہ تعصّب بنیادی طور پر ایک منفی جذبہ اور سوچ ہے۔ یہ کسی گروہ کے لئے ناپسندیدگی، منافرت اور دشمنی کا جذبہ ہے، محض اس لئے کہ اس گروہ کے ارکان کسی مخصوص شناخت سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا انہیں قابل نفرت تصوّر کرلیا گیا ہے۔

دل صاف کرنے کا طریقہ: معروف سماجی سائنس دان ہربرٹ ہلمر (1961ء) کا کہنا تھا کہ متعصّب اکثریتی گروہ میں چار جذبے کام کررہے ہوتے ہیں۔

(1) وہ اقلیتی گروہ سے فطری طور پر بہتر ہیں۔ (2) اقلیتی گروہ اپنی خصوصیات میں مختلف اور اجنبی ہے (3) سہولیات، طاقت، حیثیت اور وقار پر اکثریتی گروہ کا حق ہے، اقلیتی گروہ کا نہیں (4) یہ خوف اور شک کہ اقلیتی گروہ ان کے مفادات کے خلاف سازشیں کررہا ہے۔ اس حوالے سے تعصّب ہمیشہ ایک مجموعی مؤقف کی نشاندہی کرتا ہے۔

تعصّب اور نفرت ہمیشہ شدید جذبات، کٹر عقائد اور راسخ رویّوں کی صورت میں اظہار پاتا ہے۔ کٹر عقائد کے حوالے سے برتے جانے والے تعصّب پر غور کیجئے۔ یہ ایک مذہبی شناخت کے متعلق مجموعی طور پر ایک منفی رائے قائم کرلی جاتی ہے اور اس کے ہر فرد کو اس گروہ سے منسوب خصوصیات کا حامل تصور کرلیا جاتا ہے۔ انسانوں کے درمیان پایا جانے والا تنوّع بے توقیر قرار پاتا ہے۔ اسی طرزِ احساس سے امتیازی سلوک جنم لیتا ہے۔ اس ہر منطبق کی جانے والی اجتماعی منفی خصوصیات ہی سے جواز پاتا ہے۔ جمعہ 11 مئی 2018ء کو مسجد الحرام کے امام وخطیب شیخ ڈاکٹر صالح بن حمید نے اس ضمن میں خبردار کیا تھا کہ تعصّبات اور نفرت خطرناک سماجی امراض ہیں۔ یہ انسانیت کو کھوکھلا کردیتے ہیں۔ یہ افراد، اقوام اور معاشروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ یہ ایسی آفت ہے جب بڑھتی اور پُھولتی ہے تو انسانوں کو تباہ کر دیتی ہے۔تعصّب کی ہوا چلتی ہے تو تعلیم یافتہ و غیرتعلیم یافتہ، مہذب و غیر مہذب، دیندار وغیر دیندار کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ یہ غرور کا سرچشمہ ہے، یہ ظلم کی تحریک ہے، یہ نفرت اور بدعنوانی کا بہت بڑا سبب ہے۔قرآن کی تعلیم ہے کہ اگر کسی قوم سے دشمنی بھی ہو تب بھی اس کے حقوق کا خیال رکھو اور اس کے ساتھ اپنے قضیے چکاتے ہوئے انصاف کا دامن ہاتھ سے ہرگز نہ چھوڑو۔ خدا تعالیٰ نے تو ہمیں اس کی عبادت کے لئے تخلیق کیا ہے، وہ چاہتا ہے کہ بنی نوع انسان اس کی عبادت اور تعریف کریں اور انسان ایک دوسرے سے محبت کرے اور ایک دوسرے کے کام آئے انسان کی پیدائش کا تو اصل مقصد یہی ہے جس کو ہم بھول گئے ہیں۔مثل مشہور ہے، ’’جو بُویا ہے وہی کاٹو گے‘‘ یا ’’جیسی کرنی ویسی بھرنی‘‘۔ آج ہمارا ملک پاکستان جن تعصّب اور نفرتوں کا شکار ہے تاریخ گواہ ہے اس سے پہلے سیاسی اور غیرسیاسی لیڈروں نے انجام دیکھ لیا ہے۔ لہٰذا مؤدبانہ گزارش ہے کہ ہوش کے ناخن لیں اب بھی وقت ہے، ان تعصّبات اور نفرتوں کو ختم کریں اور اصل پیدائش کا مقصد جو کہ خدا تعالیٰ کی عبادت ہے، کو سمجھیں ورنہ نہ آپ رہیں گے، نہ ملک اور نہ معاشرہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ’’محبت سب سے اور نفرت کسی سے نہیں‘‘ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اعلانِ وفات

مکرم عاطف اعجاز، مربیِ سلسلہ اپنے ماموں اور ممانی کی وفات پہ اظہارِ افسوس کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’سائباں‘‘

ہر خاندان میں ایک ایسا وجود مثلِ شجر سایہ دار کے ہوتا ہے جس کے سایہ میں کئی پرندہ دھوپ کی تپش سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے یا سستانے کے لیے اسکی شاخوں میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے ہیں۔ بلاشبہ ماموں کا وجود بھی اہل بدیع الزماں کے لیے شجر سایہ دار تھا جس میں خاندان کے بزرگان کیا، بچگان کیا ہر ذی نفس اپنے آپ کو اس درخت کے ساتھ چمٹے رہنے میں اپنا نصب العین سمجھتا تھا۔۔۔۔

کسی کا پیکا (جسے عام لوگ میکا کہتے ہیں) تو کسی کا سسرال ہر کسی کا مسکن گلبرگ کا وہ گھر تھا۔

کوئی غم ہو یا خوشی، صبح ہو یا مساء ہر گھڑی ماموں کا وجود ہر سو نظر آتا تھا۔ یہاںتک کہ بُعدِ مسافت بھی انکے اس عزم میں آڑے نہ آسکی اور بذریعہ فون خاندان کے ہر خوشی، غم میں اپنی موجودگی کا احساس دلاتے رہے۔

آج بھی فکروں سے آزاد انکا ہنستا مسکراتا چہرہ چشم تصور میں آتا ہے تو قلب بے چین ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالی انکو کروٹ کروٹ جنت الفردوس میں جگہ دے اور اس جہان میں بھی فکروں سے آزاد کرے۔

؎ خدا نے بھی کیا خوب جوڑی بنائی تھی
ساتھ جینے کی قسم کھائی تھی ہم تو ساتھ مرچلیں۔

* اچھا اب ہم رکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔*

انا للہ و انا الیہ راجعون

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایڈیٹر کے نام ڈاک

☆مکرمہ محمودہ شوکت، بیگم مکرم سلطان محمود انور لکھتی ہیں:

عزیزہ فوزیہ منصور صاحبہ کا مضمون الفضل کے بارے میں پڑھا بہت اچھا لکھا ہے الفضل کی افادیت کو ہر پہلو سے مدنظر رکھا گیا ہے لکھنے کا انداز بہت دلکش ہے سارا زمانہ یاد آ گیا ہمارے گھر میں دوسرے اخبار بھی آتے تھے لیکن الفضل کا اپنا ہی مزہ تھا جس طرح اس نے لکھا ہے کہ ولادت سے لے کر نکاح اور وفات تک کی خبریں پتہ چلتی تھیں بہت اعلیٰ علمی اور مذہبی مضامین گھر بیٹھے بہت کچھ جان لیتے تھے الفضل تو اب بھی اسی شان سے جاری ہے لیکن ہم ربوہ والے اس نعمت سے محروم ہیں اللہ تعالیٰ الفضل کو اور زیادہ اعلیٰ معیار میں بڑھاتا چلا جائے اور پاکستان والوں کے لئے اس محرومی کو بھی دور کرے۔ آمین

☆مکرم ظہیر احمد طاہر جرمنی سے لکھتے ہیں:

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات پر مشتمل کتاب تعلیم کی تیاری کا سلسلہ بہت ہی مبارک اور مفید کام ہے۔ اس طرح جہاں حضور علیہ السلام کی خواہش کی تکمیل ہو گی وہیں ان اہم موضوعات پر بیش قیمت روحانی مواد علیحدہ سے جمع ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے کام میں خارق عادت برکت عطا فرمائے اور اسے نافع الناس بنادے۔ آمین

حضور علیہ السلام کی زندگی بخش تحریرات ہر پڑھنے والے کے دل پر خاص اثر پیدا کرتی ہیں اس لئے ان کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہمیشہ مفید نتائج پیدا کرتی ہے۔

☆مکرم خالد محمود شرما لکھتے ہیں:

کتاب، تعلیم کی تیاری کے مبارک سلسلہ کی پہلی قسط پڑھی- حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش مبارکہ کو پورا کرنے کا جو قدم آپ اٹھا رہے ہیں یہ ہم سب کے لئے ایک مشعل راہ ثابت ہو گا- ان شاء اللہ

اللہ تعالیٰ کے حضور ہمارے فرائض، اپنے نفس اور بنی نوع انسان کے ہم پر کیا حقوق ہیں اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پڑھنا اور ہر دم ان کی جگالی کرتے رہنا اصلاح نفس کا بہترین ذریعہ ثابت ہونگے- اللہ تعالیٰ اس نیک کام کو پورا کرنے کی آپ کو اور آپ کی ٹیم کو توفیق عطا فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا حقیقی وارث بنائے- آمین

☆صادقہ احمد صاحبہ کینیڈا سے لکھتی ہیں:

بہت اچھے مضامین ہیں۔ دینی دنیاوی علوم میں فرق نیز سلطان القلم کی اک سپاہی۔ امتہ الباری صاحبہ کی نظم۔۔۔اللہ تعالیٰ پیاری بہن پر ہر طرح اپنی نظر کرم رکھے آمین ثم آمین۔

☆عبدالکریم قدسی صاحب لکھتے ہیں:

تیس جون کا الفضل
مطلع بہت عمدہ

مری دولت قلم کاغذ سیاہی

مگر اگلا شعر اس سے بھی دو ہاتھ آگے

کُتب خانہ درُون قلب قائم
بنی استاد آہ سحر گاہی۔

بہت مبارک۔۔۔

☆محترمہ فوزیہ گل بھارت سے لکھتی ہیں:

وہ جس پہ رات ستارے لیے اترتی ہے۔مضمون بہت اچھا ہے۔ اخبار کے سبھی موضوع بہت چنیدہ ہوتے ہیں، پڑھتے وقت پتا ہی نہیں چلتا کہ وقت کیسے گزر گیا۔

☆مکرم خالد محمود شرما، کینیڈا سے لکھتے ہیں:

App سے استفادہ شروع کر دیا ہے- یہاں رات ہوتی ہے جب الفضل up load ہوتا ہے اور جس رات الفضل نہ پڑھا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کوئی اہم کام کرنے سے رہ گیا ہے- گویا اپنے آپ کو الفضل کی لوری دے کر سلایا جاتا ہے- الفضل سے تعلق تو بہت پرانا یعنی بچپن کے زمانے کا ہے اور اس پر الفضل کی صد سالہ جوبلی کے سووینئر 2013 میں کچھ یادیں بھی لکھی تھیں- مگر یہاں مغرب میں رہتے ہوئے الفضل ایک نعمت ہے- اللہ تعالیٰ ' آپ کی کاوشوں کے بہتر ثمرات پیدا فرمائے- آمین

☆...محترمہ ناصرہ احمد کینیڈا سے لکھتی ہیں:

صبح پہلا کام فون اُٹھا کر الفضل ایپ کھولنے کا ہی ہوتا ہے۔ شروع سے عادت ہے، الفضل پڑھے بغیر دن ہی ادھورا لگتا ہے۔

تقریب نکاح و شادی

مکرم ایم۔ایم۔ طاہر صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میری بھانجی مکرمہ فاخرہ نمل صاحبہ بنت ڈاکٹر ناصر علی صاحب آف لندن کے نکاح کا اعلان از راہ شفقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 3 اپریل 2021ء بروز ہفتہ بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں 13000 ہزار پونڈ اسٹرلنگ کے عوض مکرم ڈاکٹر سید سجیل احمد شاہ صاحب (Ph.D) ابن مکرم سید وسیم احمد شاہ صاحب ساکن لندن کے ساتھ فرمایا۔ مورخہ 25 جون 2021ء کو لندن میں تقریب رخصتانہ منعقد ہوئی۔ اس موقع پر مکرم ڈاکٹر محمد جلال شمس صاحب نے دونوں خاندانوں کا جماعتی خدمات کے حوالہ سے تعارف کروایا جبکہ مکرم سید منصور شاہ صاحب نائب امیر یو۔کے نے دعا کروائی۔ اگلے روز 26 جون کو دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ اس موقع پر مکرم ڈاکٹر ولی شاہ صاحب نے دعا کروائی۔

مکرمہ فاخرہ نمل صاحبہ مکرم ماسٹر غلام رسول صاحب آف محمد آباد سندھ کی پوتی، مکرم نصیر احمد شاہد صاحب مربی انچارج فرانس کی بھتیجی اور مکرم چوہدری محمد صادق صاحب واقف زندگی سابق اکاؤنٹنٹ وکالت تبشیر کی نواسی ہیں۔ مکرم ڈاکٹر سید سجیل احمد شاہ صاحب محمد سرور شاہ صاحب ابن حضرت ڈاکٹر سید ولایت شاہ صاحب صحابی حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے اور مکرم ڈاکٹر بشیر احمد خان صاحب آف پشاور کے نواسے ہیں۔ سید سجیل شاہ صاحب کی والدہ صاحبہ حضرت قاضی محمد یوسف صاحب سابق امیر جماعت صوبہ سرحد کی نواسی ہیں۔

قارئین الفضل سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں اور جماعت کے لئے بابرکت کرے اور مثمر بثمراتِ حسنہ بنائے نیز نیا جوڑا اپنے اسلاف کی اقدار اور ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے والا ہو۔ آمین۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

پانی کا ضیاع

دنیا میں پانی نہ صرف تیزی سے کم ہو رہا ہے بلکہ نایاب ہو رہا ہے۔ اس لیے پانی کا استعمال احتیاط کے ساتھ کرنا چاہیے۔ کیونکہ یہ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ آئندہ جنگیں پانی پر ہوں گی اور اس کا آغاز نہر سویز پر ایتھوپیا کی طرف سے ڈیم بنانے سے ہو گیا ہے۔ جس پر مصر اور سوڈان متاثر ہوں گے اور مصر نے جنگ کی دھمکی بھی دے دی ہے۔ ہم میں سے بعض پانی کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں اور ٹونٹی کو مسلسل کھلا رکھ کر کام کرتے ہیں۔ جبکہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے احباب جماعت کو کم سے کم پانی استعمال کرنے کی طرف ایک دفعہ توجہ دلائی تھی اور فرمایا تھا، ٹونٹی کو صرف اس وقت تک کھلا رکھیں جب آپ کام کر رہے ہیں۔ اور دوران کام جب پانی کی ضرورت نہ ہو تو اسے بند کر دیا کریں۔

22 جولائی 2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:25	19:04
مدینہ منورہ	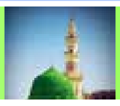	04:17	19:11
قادیان	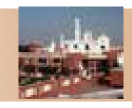	04:03	19:32
ربوہ		03:43	19:12
اسلام آباد ٹلفورڈ		03:44	21:04